بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ حسام الحرمین

مؤلف: حضرت مولانا ابوایوب قادری حفظہ اللہ

ناشر: عالمی مجلس تحفظ اکابر دیوبند

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ حسام الحرمین

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

برادرانِ اہلِ سنت کی خدمت میں بندہ عرض کرتا ہے کہ ہمارے کرم فرما رضا خانی حضرات کی حسام الحرمین پر اہلِ علم نے بہت کچھ لکھا ہے، اور اس پر لکھنے کا حق ادا کر دیا فجزاھم اللہ احسن الجزاء عنا وعن سائر المسلمین مگر چند دنوں سے بعض عنوانات میرے ذہن میں گردش کر رہے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کو قلم کے سپرد کروں تاکہ کسی حق وصحیح بات کے متلاشی کا بھلا ہو۔

میں نے اس نام تجویز اسلئے کیا ہے کہ لوگ حسام الحرمین سے پہلے اس کو ضرور مطالعہ فرمائیں، اس کی حیثیت مقدمہ کی سی ہے۔ میں اپنے مطلب کی طرف آتا ہوں کہ

رضا خاں صاحب ملت بریلویہ کیلئے بہت کچھ ہونگے، چاہے وہ ان کو کتنا بڑا مانیں مگر ہم ان کو شریعت کے اصول پر پرکھے بغیر نہیں چھوڑتے۔

یہاں ہمیں ان کی حسام الحرمین پر خیانتیں دکھانی مطلوب نہیں؛ بلکہ شریعت کے دائرہ اور اصول سے ان کو پرکھنا ہے۔

پہلی بات: رضا خانی حضرات کے گھر سے دیکھ لیتے ہیں۔

خانصاحب بریلوی لکھتے ہیں: "والحاصل انہ لایعتمد علی فتوی المفتی الفاسق مطلقاً"

(کلیاتِ مکاتیبِ رضا حصہ دوم صفحہ ۶۹)

یعنی خلاصی یہ ہے کہ فاسق کے فتوے پر مطلقاً اعتماد نہیں کیا جائیگا۔

اب ہم ان کی معصیت کا حال قارئین کی نظر کے سامنے لاتے ہیں۔

خانصاحب فرماتے ہیں:

"اصل اشیاء میں اباحت ہے، جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو، اس پر جرأت

ممنوع ومعصیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(ترجمہ) ان لوگوں سے فرمادیں (یعنی دریافت کریں) کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی ہے یا تم ویسے ہی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو؟ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ترجمہ) لوگو تمہاری زبانیں جو کچھ جھوٹ بیان کرتی ہیں اس سلسلے میں یہ نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام، تاکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھو، یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ علامہ عبدالغنی نابلسیؒ فرماتے ہیں (ترجمہ) اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے میں کوئی احتیاط نہیں کہ حرمت اور کراہت ثابت کرے؛ اسلئے کہ ان دونوں کیلئے دلیل کی ضرورت ہے الخ"

(فتاوی رضویہ جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۰)

بغور پڑھیں کی فاضل بریلوی نے کسی شئ کو حرام اور مکروہ قرار دینا جس کو اللہ نے ن قرار دیا ہو معصیت اور افترا علی اللہ قرار دیا ہے، اور ایسا آدمی یقیناً فاسق وفاجر ہوگا۔

فاضل صاحب لکھتے ہیں:

"اوجھڑی، امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکمِ کراہت میں داخل ہیں"

(فتاوی رضویہ جلد ۲۰ صفحہ ۲۳۸)

حالانکہ فقہ حنفی کے اکابرین میں سے کسی نے بھی اس کو مکروہ قرار نہیں دیا، یہ فاضلِ بریلوی کے زمانے یں آکر مکروہ قرار دی گئی۔

اور یہ بات تو مفتی اقتدار احمد نعیمی نے بھی تسلیم کی ہے کہ:

"آپ سے پہلے کسی فقیہ وامام نے ان کو مکروہ تحریمی یا تنزیہی نہ فرمایا"

(العطایا الاحمدیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۷)

تو شریعت مطہرہ نے تو اسے مکروہ نہ قرار دیا جبکہ رضا خان صاحب مکروہ قرار دے کر خدا پر جھوٹ باندھا اور معصیت کو گلے لگایا۔

کیا فاضل صاحب کے فسق کا فیصلہ ہوا یا نہ؟

قرآن پاک میں مفتری علی اللہ کو بہت بڑا ظالم قرار دیا گیا ہے۔ اور فاضل صاحب خود فرماتے ہیں:

"فاسق وہ کہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور وہی فاجر ہے"

(فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

دیکھئے! فاضل صاحب اپنے ہی ارشادات سے کس قدر فاسق ٹھہرے؟

اور رضا خانیوں کی مصدقہ کتاب شرح صحیح مسلم میں جلد ۱ صفحہ ۱۰۳۱ پر یوں تحریر ہے:

"ہم کو یہ بات ہمیشہ ملحوظ رکھنی چاہئے کہ ہم صرف مبلغ ہیں شارع نہیں ہیں، کسی چیز کو فرض یا واجب اور سنت یا مستحب قرار دینا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب ہے"

اب ہمیں معلوم ہوا کہ رضا خانی حضرات کیونکر خانصاحب کو نقطہ برابر سے معصوم مانتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ مکروہ تحریمی واجب کے مرتبہ میں ہے، تو خانصاحب کو رضا خانی حضرات خدا یا رسول سمجھتے ہیں مگر ہم تو انہی کے گھر سے فاسق و فاجر بھی کر چکے، ویسے ہمارا نقطۂ نظر خانصاحب کے متعلق وہی ہے جو ابن شیرِ خدا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

یہ بھی یاد رہے کہ علماء جب کراہت مطلق بولتے ہیں اس سے مراد کراہت تحریم لیتے ہیں، کراہت تحریم کا مرتکب گنہگار اور مستحق عذاب ہوتا ہے۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ۱۲۲)

خانصاحب کے فسق پر دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں!

"بے حیائی کی بات حیا والا ناراض ہو جاتا ہے۔

شیطان ملعون بے حیائی کا استاد ہے۔

جنت ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے۔۔۔۔۔۔۔

فحش گوئی جفا ہے، اور جفا والا دوزخ میں ہے۔

شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں۔

فحش گوئی اور زبان درازی منافقت کے دو شعبے ہیں۔

فحش کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو معیوب اور حیا کسی چیز میں داخل ہو تو اس کو مزین کر دیتا ہے۔

فحش گوئی کرنے والا منحوس ہے۔

بدزبان و بے حیا کے نسب میں خلل ہوتا ہے۔"

(فہارس فتاوی رضویہ صفحہ ۲۶۳)

خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کے استاذ جناب مولانا معین الدین اجمیری فرماتے ہیں کہ:

"دنیا میں جب اعلیٰ درجہ کا فحش گو اپنی انتہائی فحش گوئی کی نمائش کرتا ہے تو اس کی فحش گوئی کا خاتمہ بھی ایسے جملوں پر ہوتا ہے جن کا صدور آئے دن اعلیٰ حضرت کی ذات سے علماء کرام کی شان میں ہوتا رہتا ہے"۔ تجلیات انوار المعین صفحہ ۳۶)

اب آیئے فاضل صاحب کی طرف! وہ لکھتے ہیں:

"شریفہ، ظریفہ، رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پُرضیق کو فراخی حوصلہ کی لَے سکھائی کہ چاہیں الخ"

(خالص الاعتقاد صفحہ ۱۰)

ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں کہ:

"وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے۔۔۔۔۔۔ ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا،

کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا منھ، اور بھرنے کا پیٹ اور مردمی اور زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے، جوف دار کھگل ہے، سبوح قدوس نہیں، خنثیٰ مشکل ہے“۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۵۴۵)

ایک جگہ یوں رقم طراز ہیں کہ:

”عورت قادر ہے زنا کرائے تو تمہارے امام اور تمہارے پدر تعلیم کی کلیہ قطعا واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیوبند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑائیں گی کہ نکھٹو تو تمہارے برابر بھی نہ ہوسکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے، اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا؟ خنثیٰ خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو؟

“(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲)

آگے لکھتے ہیں کہ:

”تعجب تھا کہ خدا کیلئے آلۂ مردمی ہو تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی؟ اندامِ زنی ہو تو اس کے لائق اسے مرد کہاں سے ملے گا کہ اس کی ہر چیز نامحدود و بے انتہا ہو گی، یوں ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے، اور ایک بڑا ڈیل خدا ماننا ہو گا، جو دوسری ہوس بھر سکے الخ“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ)

آگے رقم طراز ہیں کہ:

”ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے، لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یونہی نہ گھوم سکا تو رنڈی سے بھی گیا“

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۶۳)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

تھانوی جی نہ تھان چھوڑیں گے ۔۔۔ اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے
ہم انہیں ٹکٹائے جائیں گے ۔۔۔ وہ کبھی تو مکان چھوڑں گے
ہم نے کیسا چکھا یاڈنڈا کیوں ۔۔۔ پھر اوچھل کا پلان چھوڑیں گے
وہ دولتی چلائیں ہم ان کو ۔۔۔ پیٹھ پر جا کر ہم کان چھوڑیں گے

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۹۲)

ایک جگہ یوں گوہر نایاب عطا فرمائے:

اضر جعلی من نتائج ردّۃ ۔۔۔ اشرف علی لعبۃ الصبیان
انھی جداءک فی الحسان عن العواء ۔۔۔ انت انجی یا کلبۃ الشیطان

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۸۹)

(ارتداد کے بچوں سے بدترین حاملہ اشرفط علی بچوں کی گڑیا ہے، تو اپنے پلوں کو اچھوں میں بھونکنے سے روک، اے شیطان کی کتیا تو خود بھونک)

اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں!

اسپِ سنت مادہ خراز بدعت آوردہ بہم ۔۔۔ اشرندوہ بدست آرندو مفخر می کند

(حدائق بخشش حصہ سوم صفحہ ۳۲)

(سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر آیا تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا، اسی پر ندوہ والے فخر کر رہے ہیں)

اس طرح بہت سا مواد اکٹھا کیا جا سکتا ہے، مگر اختصار کی وجہ سے آخری بات کہ گھر کے افراد نے بھی شکوہ کیا کہ:

"آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں"

(دیکھئے تفصیل کیلئے فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۷۵)

القصہ ایسی بدزبانی، فحش گوئی، بے حیائی اور گندی و بازاری زبان استعمال فرما کر فاضل صاحب فسق سے بھی محروم رہیں گے، یہ تو ہماری کرم فرمائی ہے کہ ہم فسق کی بات کر رہے ہیں ورنہ خان صاحب خود ایسی فحش گوئی کرنے والے کو جہنمی، نسب میں خلل، منافق کہا۔

کچھ نقل فرما رہے ہیں مگر ہمیں زبردستی نہیں کرنی چاہئے، فاضل صاحب کو چھٹی سے بنناچاہیں تو کوئی رکاوٹ نہیں، بڑے شوق سے یہ داد وصول فرمائیں۔

القصہ فاضل صاحب کی فسق کی داستان بہت لمبی ہے، ہم نے مختصر کر دی ہے، تا کہ قارئین اکتا نہ جائیں، تو فاضل صاحب ہی کا فیصلہ ہے کہ فاسق کے فتوے پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، تو حسام الحرمین کے فتوے دربارہ اہل سنت بے وقعت اور بے قیمت ثابت ہوئے۔ فللہ الحمد

دوسری بات یہ ہے کہ رضا خان صاحب کی طبیعت میں شدت و سختی بہت زیادہ تھی۔

خود گھر والے حضرات لکھتے ہیں:

"کہا جاتا ہے امام احمد رضا بہت متشدد تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑے بڑے علماء اور اکابر کو کافر ٹھہرایا ہے، مگر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک بات تو انہیں دوسرے مکاتب فکر کے مقابلے میں ممیز و متشخص کرتی ہے"

(تاجدار بریلی نمبر ۲۰۰۳ صفحہ ۵۳)

پروفیسر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

"بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی"

(الحقائق فی الحدائق جلد ا صفحی ۲۵۳)

حوالے یہی کافی ہیں ورنہ انبار لگ سکتا ہے۔

جب فاضل صاحب کی طبیعت میں شدت زیادہ ہے، اور بہت متشدد ہیں تو کیا ان کی

جرح کا اعتبار ہوگا؟ ہر گز نہیں!

اکابر بریلویہ کی مصدقہ کتاب "اسلامی عقائد" میں ہے کہ:

"علامہ ذہبی کا اس حدیث کو موضوع قرار دینا سینہ زوری ہے، اور یہ ان سے کچھ بعید نہیں، کیونکہ جرح وتعدیل کے سلسلے میں ان کا متشدد ہونا معروف ہے"

(اسلامی عقائد صفحہ ٦٧)

آگے یوں تحریر ہے کہ:

"علامہ ذہبی کسی حدیث کو موضوع قرار دینے میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں، متعدد علماء نے کئی حدیثوں کو موضوع قرار دیا ہے مگر ان کا فیصلہ تسلیم نہیں کیا گیا"

(اسلامی عقائد صفحہ ١٧، مکتبۂ قادریہ لاہور)

ایک اور بریلوی عالم صاحب لکھتے ہیں کہ:

"جب خود بھی تم اے غیر مقلدو! امام نسائی کو جرح کرنے میں متشدد سمجھتے ہو تو پھر ان کی جرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر کیوں قابل اعتبار سمجھتے ہو؟"

(امام اعظم ابوحنیفہ پر جرح کا مدلل رد صفحہ ٧٨)

پھر دیانتداری سے اگر ہو تو بتائیں امام قاسم و دیگر اکابر دیوبند وغیرھم رحمھم اللہ پر فاضل صاحب کی جرح کا کیا اعتبار ہوگا؟

لہٰذا حسام الحرمین کے فتاویٰ دربارہ اہل سنت مردود ومطرود ٹھہرے۔

مزید برآں یہ بھی ملحوظ رہے کہ فاضل صاحب خود لکھتے ہیں کہ:

"تشدد بے جانا جائز اور سبب ہلاک ہے"

(فہارس فتاوی رضویہ صفحہ ٢٨١)

تو رضاخان صاحب کی ہلاکت و بربادی کیلئے ان کے گھر کی گواہی ہی کافی ہے۔

رضاخانی حضرات میں شروع شروع سے ہی تکفیر میں جلد بازی ہے۔

چنانچہ مشہور مؤرخ سید عبدالحئی صاحب نزہۃ الخواطر میں لکھتے ہیں کہ:

"مسارعا فی التکفیر قد حمل لواء التکفیر والتفریق فی الدیار الہندیہ فی العصر الاخیر"

(بحوالہ: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں صفحہ ۴۴)

یعنی تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے، زمانۂ اخیر میں اسی نے دیار ہند میں تکفیر وتفریق کا عَلَم بلند کیا)

المیز ان ممبئی کے احمد رضا نمبر میں ہے کہ:

"عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین تھے، (مسلمانوں کو کافر گردانئے والے) بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی"

(المیز ان کا احمد رضا نمبر صفحہ ۲۹)

مولوی ابوکلیم محمد صدیق فانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"آخر عام لوگوں میں شہرت ہوئی تو اس کی کوئی بنیاد ضرور ہے"

(انوار احناف صفحہ ۶۳)

آگے لکھتے ہیں کہ:

"مشہور محاورہ ہے زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو"

(انوار احناف صفحہ ۶۴)

یہ تو رضاخانی گھر سے ہی معلوم ہو گیا کہ واقعۃً فاضل بریلوی کو یہ مسئلہ تھا۔

اسی کے ساتھ یہ بھی سنتے جایئے کہ بریلوی شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ:

"اب کسی کا یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں کلمہ گو منافق اور کافر ہے اپنے آپ کو خدا اور رسول کے مسند پر بٹھانے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟"

(فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے صفحہ ۴۳)

ڈاکٹر طاہر القادری صاحب پر ہاتھ خیال سے صاف کیا جائے ورنہ فتوے کفر گلے

میں پڑے گا۔ دیکھئے دعوت اسلامی کے خلاف پروپیگنڈہ کا جائزہ!

اور سلسلۂ تکفیر میں جلد بازی رضا خانی حضرات میں آج تک چلی آرہی ہے۔

دیکھئے! مولوی اشرف علی سیالوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"علماء اہل سنت کو چاہئے کہ تکفیر اہل سنت کے بجائے تکثیر اہل سنت پر زور دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی تحریر وتقریر سے اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو جائے"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۱۹۹)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

"ہمارے لوگ مطالعہ کرتے کوئی نہیں اور فٹ گستاخی کا فتوی جڑ دیتے ہیں"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۱۹۱)

ایک جگہ یوں فرماتے ہیں:

"لوگوں نے پیر کرم شاہ کو بھی کافر کہا اور مجھے بھی کافر کہتے ہیں"

(حجۃ الاسلام صفحہ ۱۹۸)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

"جلد بازی اور عجلت سے کام لیتے ہوئے اس کو بندہ کا عقیدہ بھی بنا ڈالا اور کفر ہونے کا فتویٰ بھی داغ دیا"

(ازالۃ الریب صفحہ ٦٧)

مولوی سعید احمد مجددی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے دور کے بعض لوگ جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے مزاج سے مشرف ہیں اور سنی بلکہ رضوی کہلانے کے باوجود حکم تکفیر یا تفسیق میں بہت جلد باز واقع ہوئے ہیں، کسی بھی بزرگ کی گستاخی کرنے کے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور گر جہیں سے کیسی ہی کمزور دلیل مل جائے تو ان کیلئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن جاتی ہے"

(دفاع حضرت مجدد الف ثانی صفحہ ۳۹۴،۳۹۵)

مولوی مظہر سعید کاظمی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بعض حاسدین نے سورۂ مؤمن، سورۂ محمد، سورۂ فتح کی تینوں آیتوں میں وارد لفظ ذنب کا ترجمہ (بظاہر) خلاف اولیٰ کرنے کی بنا پر البیان کو ہدف تنقید بنایا، اور ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا، اور یہ موقف اختیار کیا کہ اعلیحضرت قدس سرہ کا کنزالایمان والا ترجمہ ہی صحیح ہے، اور البیان کا ترجمہ صراحۃً توہین رسالت پر مبنی ہے، اس لئے علامہ کاظمی (معاذاللہ) گستاخ رسول قرار پا کر کافر و مرتد ہو گئے،۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت غزالئ دوراں قدس سرہ کی ذات پر ایسے رکیک حملے کئے اور سب شتم کا ایسا بازار گرم کیا اور ایسی غلیظ زبان استعمال کی کہ الامان والحفیظ شرافت و دیانت کا سر شرم سے جھک گیا"

(ابتدائیہ التصدیقات لدفع التلبیسات)

پیر فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بدقسمتی سے پچھلے دس سال میں کچھ ایسے لوگوں نے قرطاس وقلم اور منبر ومحراب سنبھال لئے ہیں اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو اہل سنت اور بریلوی مسلک کا ضامن قرار دیتے ہیں تاہم یہ نادان دوست اہل سنت و جماعت کو تنگ نظر و فتوی باز اور کٹھ ملاؤں کی جماعت بنانے کے کارخیر میں مصروف ہیں، ان کے زہریلے قلم طعن و تشنیع اور دشنام طرازی سے نہ معروف عالم دین، اور مفسر قرآن پیر کرم شاہ صاحب الازہری جیسے فخر سنیت محفوظ ہیں الخ"

(سہ ماہی انوار رضا عظمت ابرار نمبر صفحہ ۱۳۴)

محمد ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ:

"علماء کبار کا مزاج یہی ہے ذرا کسی کی شکایت ملی تصدیق بھی ضروری نہیں سمجھیں گے خبیث و مردود کہنے لگیں گے، اس کے ساتھ روز اول ہی سے وہ سلوک کریں گے جو کسی گستاخ رسول کے ساتھ کیا جاتا ہے"

(دعوت دین کے جدید تقاضے صفحہ ۵۲، ۵۳)

"افسوس کہ آج حلقۂ بریلی کے جلسے عموماً علمیت ومعقولیت کے بجائے شدت وجذباتیت کا شکار ہوکر رہ گئے ہیں، جلسوں میں بیٹھ کر احساس ہوتا ہے کہ محفل وعظ وتذکیر میں نہیں میدان ضرب وحرب میں بیٹھے ہوئے ہیں، جہاں اندھادھند مارکٹائی جاری ہے"

(دعوت دین کے جدید تقاضے صفحہ ۵۶)

"مرکز کے عرسی اسٹیج اب خانہ جنگی کی حوصلہ افزائی کے اڈے بن کررہ گئے ہیں، ہر سال اس خوشخبری کے بجائے کہ گمراہوں کے کس گروپ کو قبول مسلک سنیت کرادیا گیا ہے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں حصہ احباب کو سنیت سے خارج کیا جارہا ہے"

(دعوت دین کے جدید تقاضے صفحہ ۹۶)

رضاخانیوں کی تکفیری مہم پر بیگانے تو بیگانے اپنے بھی رورہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تکفیری مشین گن چل رہی ہے، اور اندھادھند چل رہی ہے، اور کسی کی پرواہ کئے بغیر چل رہی ہے، نہ اصول کی پرواہ، نہ ضابطے کی پرواہ، نہ قواعد کا خیال، نہ ہی تکفیر میں احتیاط کا پہلو، کچھ بھی ملحوظ خاطر نہیں، یہ سب کچھ رضاخانی اقوال سے معلوم ہورہا ہے، اور رضائی اقوال سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تکفیری افسانہ ان حضرات کا انتہائی غلو پر مبنی ہے، اور کسی کے اشارے پر یہ لوگ چل رہے ہیں۔

تکفیر کیلئے اصول رضاخانی حضرات کے گھر سے

مولوی عبدالستار ہمدانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دینا مشکل سے مشکل کام ہے، متکلم، کلام، تکلم، الزام، لزوم، تاویل، صراحت، احتمال، ایہام، ظاہری معنئ کلام، لغوی پہلو، محاورات، اصطلاح، الفاظ ظن خیر، وصول نیت، وغیرہ اہم اہم اور ضروری امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب وجہ اظہر من الشّمس کی طرح ثابت ہو تب کہیں کفر کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے؛ بلکہ حتی الامکان یہ کوشش کی جاتی

ہے کہ اس کے قول کی کوئی مناسب تاویل کر کے بھی اس کو کفر سے بچایا جائے“

(امام احمد رضا ایک مظلوم مفکر صفحہ ۹۲)

فاضل بریلوی نے کسی بات کا بھی خیال نہیں کیا؛ کیونکہ ان کی تو تفریق کیلئے اغیار نے تشکیل فرمائی تھی۔

مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں کہ:

”علم العقائد کا قانون ہے فتویٰ کفر و شرک کیلئے صریح نص چاہیے“

(خزانۂ خدا کی چابیاں حبیبِ خدا کے ہاتھ میں صفحہ ۲۵)

جبکہ فاضل صاحب کے پاس نص صریح نہ تھی؛ بلکہ خود جان بوجھ کر عبارات تکفیر کیلئے تیار فرمائیں، حضرت گنگوہیؒ کے نام پر خود فتویٰ گھڑا، حضرت نانوتویؒ کے نام پر خود عبارت کو ترتیب دیا، تو تکفیر کا اصول ہی پس پشت ڈال دیا۔

مفتی اقتدار احمد خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

” کفر کا فتویٰ تب لگایا جا سکتا تھا جبکہ شاعر سے ملاقات ہوتی، اس سے ان اشعار کے بارے میں گفتگو ہوتی، اگر اس کے سارے مطلب معنی کفر کی ہی طرف جاتے اور وہ شاعر اپنے اس کفر پر ضد کرتے ہوئے قائم رہتا توبہ نہ کرتا“

(العطایا الاحمدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

فاضل بریلوی نے اس کی بھی خلاف ورزی کی، اور کسی ایک ہمارے بزرگ سے حسام الحرمین میں موجود عبارات نہ ان سے پوچھا نہ ہی خط و کتابت کی۔

فاضل بریلوی خود لکھتے ہیں:

”بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہو بحکم قرآن انہیں حسن پر محمول کریں گے

“(فہارس فتاوی رضویہ صفحہ ۸۵۲)

قاسم العلوم والخیرات کا مقبول ہونا یہاں تک مسلم ہے کہ مولوی دیدار احمد الوری صاحب باوجود رضا خان کے قریبی ہیں، مگر حضرت کا نام رئیس المحدثین، مغفور وغیرہ الفاظ سے لیتے ہیں۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمۂ شرح وقایہ میں خوب تعریف کی ہے تو رضا خان کو قرآنی حکم کا خیال کرنا چاہئے تھا، مگر رضا خان ضد و تعصب و بغض میں سب کچھ چھوڑ کر فرنگی آقاؤں کا حق نمک ادا کرتا رہا۔

اسی پر مزید یہ بھی یاد رکھا جائے کہ فاضل صاحب کی طبیعت کا تشدد اور فتوے میں جلد بازی کا عالم یہ تھا کہ عبدالرحمن القاری جس کی روایت بخاری میں بھی موجود ہے اور بعض حضرات نے انہیں صحابی قرار دیا ہے اور صحابہ میں شمار کیا، (تفصیل کیلئے الاکمال فی اسماء الرجال دیکھیں) ان کی بھی تکفیر کر ڈالی۔

"ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا، چرانے والے کو قتل کر دیا، اور اونٹ لے گیا، اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں؛ بلکہ قبیلۂ بنی قارہ سے۔۔۔۔۔۔ (پھر آگے ان کا یوں تذکرہ کیا) اس محمدی شیر (حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ) نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر"

(ملفوظات اعلیحضرت صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)

یعنی ان کو خوک (خنزیر) اور شیطان بھی قرار دیا۔ (العیاذ باللہ)

رضا خان صاحب کی اس تکفیر بازی میں عجلت کا شکوہ خواجہ قمرالدین سیالوی کے استاذ محترم جناب حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت ایک عالم کی تکفیر کرنے والے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا زبردست داؤ گھات چودھویں صدی کے مجدد نے ایجاد کئے ہیں کہ تمام عالم کی

تکفیر و تفسیق کے بعد بھی کسی کے ہتھے نہ چڑھے، اور گھر میں بیٹھ کر تمام میدان جیت لئے"
(تجلیات انوار معین صفحہ ۳)

آگے لکھتے ہیں:

"فضیلت نمبر ۲ تکفیر: خلقت آپ کی اس فضیلت سے بے حد نالاں ہے، وہ کہتی ہے کہ دنیا میں شائد کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ حضرت نے مسلمانوں کو کافر بنایا، طعن کی بات اور ہے مگر در حقیقت یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیحضرت کے کسی کے حصے میں نہیں ہے"
(تجلیات انوار معین صفحہ ۳۷)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"سوال: اس دور کے مجدد نے کس قدر اسلامی تعداد میں اضافہ کیا؟ جواب: کفر کی تعداد میں بے شمار اضافہ کر دیا، اور اسلام کو قریب قریب اپنے زعم میں فنا کے گھاٹ اتار دیا"
(تجلیات انوار معین صفحہ ۳۸)

آگے لکھتے ہیں:

"دبی زبان سے اہل بدایوں کی تکفیر فرما گئے"

پھر آگے لکھتے ہیں:

"آپ کی شمشیر تکفیر سے سلف صالحین کی گردنیں بھی محفوظ نہیں"
(تجلیات انوار معین صفحہ ۳۹)

فاضلی بریلوی کی تکفیر میں جلد بازی مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے بھی بھانپ لی، اور بقول رضا خانی انہوں نے فرمایا کہ تکفیر میں جلدی نہ کرنا الخ"
(تفصیل کیلئے دیکھئے! فیضان اعلیٰ حضرت، تذکرہ تاجدار بریلی شریف)

اور اس پر ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں:

”مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمہ اللہ نے نے بھی فاضل بریلوی کو خط لکھا اور فاضل بریلوی کی تکفیری مہم پر افسوس کا اظہار کیا اور یہاں تک فرمایا کہ دشمنانِ اسلام کو اسلام پر ہنسنے کا موقع نہ دیں“

(تفصیل کیلئے دیکھئے! ”سیرت مولانا محمد علی مونگیری“)

ایک اور طرز سے فاضل صاحب کو دیکھیں!

چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے:

”جاہل کو مفتی بنانا حلال نہیں، نہ اس کے فتوے پر اعتماد جائز“

(فتاوی رضویہ جلد ۷ صفحہ ۲۰،۲۱)

خود پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب نے بھی کہا کہ:

”مجھے ایک فاضل نے کہا: فاضل بریلوی تو جاہلوں کے پیشوا تھے“

(امام احمد رضا اور ترک مولات صفحہ ۵)

اس پر مزید دلیل بھی دیکھ لیں!

(۱) فاضل بریلوی نے سورۂ یوسف کی آیت نمبر ۲۶ اور سورۂ احقاف کی آیت نمبر ۱۰ میں ”شاھد“ کا ترجمہ ”گواہ“ کیا ہے۔ دیکھئے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

تو پھر گھر کے آدمی بھڑک اٹھے کہ یہ تو اَن پڑھ کا کام ہے، چنانچہ لکھتے ہیں مولوی محمد عمر اچھروی صاحب کہ:

”باقی رہا تمہارا اعتراض کہ شاہد کا معنیٰ گواہ کے ہیں یہ کسی اَن پڑھ کا ترجمہ ہے“

(مقیاس مناظرہ صفحہ ۲۱۰)

(۲) رضا خان ڈ صاحب نے ایک مصرعہ لکھا ”مجھے شوخیٔ طبع رضا کی قسم“ حدائق بخشش حصہ اول صفحہ ۳۰) یعنی مجھے اپنی طبیعت کی شوخی کی قسم! تو اس میں انہوں نے اپنی قسم کھائی، تو رضا خان اولاد معنوی پر یہ ناگوار گزرا۔

چنانچہ مفتی اقتدار احمد خاں صاحب آگے ہوئے اور فرمانے لگے:

"بجز اللہ تعالیٰ کسی کی قسم کھانا سخت ترین جرم ہے، فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکم حدیث شرک قرار دیتے ہیں، دراصل مسلم قوم کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دیں"

(تنقیدات علی مطبوعات صفحہ ۹)

(۳) فاضل بریلوی صاحب نے سورۂ نحل آیت نمبر ۹۶ "انما" کا ترجمہ کیا ہے "بیشک" پوری آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے "بیشک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے"

(کنز الایمان)

جبکہ ملت رضویہ کے مناظر و مجادل مفتی عبدالمجید سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"انما کلمۂ حصر ہے، جس کا ترجمہ "بیشک" کرنا درست نہیں، قبیح جہالت ہے"

(علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراض کا قلع وقمع صفحہ ۷۰)

تو معلوم ہوا کہ رضا خان صاحب جہالت کی پیداوار ہیں، اور وہ خود فرماتے ہیں" جاہل کے فتوے کا اعتبار و اعتماد نہیں" تو فاضل بریلوی کے فتوے کا کیا اعتبار کیا جائے؟ لہٰذا گھر سے ہی ثابت ہوا کہ فتوی حسام الحرمین میں جو احکام اھل السنۃ دیوبند کے متعلق ہیں وہ قابل اعتبار و اعتماد نہیں، بلکہ جہالت وضد و بغض کی پیداوار ہیں۔

ایک اور دلیل سے رضا خان کی جہالت وحماقت ملاحظہ فرمائیں!

رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں اکابر دیوبند کو ایسا کافر لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر، جبکہ رضا خانیوں کی معتبر و مستند کتاب "انوار ساطعہ" امداد اللہ فی الارض حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی طرف منسوب مضمون

(جس پر یقیناً رضویوں کو اعتماد و اعتبار ہے) میں لکھا ہے کہ:

"فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا؛ بلکہ اس سے تنفر

قلبی رکھتا ہے، اور اس میں صرفِ اوقات کو حماقت؛ بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہے"
(انوار ساطعہ صفحہ ۴۱۲، فیض گنج بخش بک سینٹر لاہور)

حاجی صاحب اکابر دیوبند کو نہ صرف مسلمان؛ بلکہ اعلیٰ درجہ کا مسلمان اور بزرگ فرماتے تھے، تو ان کی تکفیر پر جرأت کرنا حاجی صاحب کے نزدیک حماقت اور آخرت کا نقصان اور خسارہ ہے۔

تو معلوم ہوا کہ رضا خان دنیا وآخرت میں راندہ گیا، اور حماقت وبیوقوفی کی وجہ سے امت مسلمہ نے اس کے فتوے تکفیر کو منہ تک نہ لگایا، سوائے چند رضا خانی بھیڑیوں کے۔

تو فتوی جاہل واحمق کا کیسے معتبر ٹھہرے؟ خود اپنے ہی اصول سے مردود ٹھہرا۔

ایک اور طرز سے

حجۃ الاسلام الامام الکبیر سیدنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، اور خلیل الملۃ والدین، بدر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی کتاب براہین قاطعہ کے بارے میں خود مولوی عبد السمیع رامپوری سے سنئے! وہ لکھتے ہیں:

"۱۳۰۴ھ (۱۸۸۶ء) میں براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ نامی ایک کتاب مطبع ہاشمی میرٹھ سے اس وضاحت کے ساتھ شائع ہوئی کہ یہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے حکم سے چھپی ہے"

جبکہ فاضل بریلوی "اللہ جھوٹ سے پاک ہے" میں لکھتے ہیں:

"حاش للہ حاش للہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں"
(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰)

یہ کتاب آلہ حضرت بریلوی نے ۱۳۰۷ھ میں لکھی۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ ان عبارات سے تو فاضل صاحب واقف تھے، مگر اس

وقت ان کی بنیاد پر کافر نہ کہا، مگر عرصۂ دراز بعد جب قطب الارشاد، فقیہ النفس، رشید الملۃ والدین امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوگئی، بعد میں ۱۳۲۵ھ میں حسام الحرمین لکھ کر کافر قرار دیا۔

معلوم ہوا کہ حضرت گنگوہیؒ کے رعب و دبدبہ سے فاضل صاحب کو جرأت ہی نہ ہو سکی کہ وہ تکفیری کتاب میدان میں لاتے، اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ عبارات ایسی نہ تھیں کہ ان کی بنیاد پر فتویٰ کفر لگے؛ کیونکہ رضا خان خود لکھتے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر دوسرا فتوی حسا الحرمین میں اکابر کے متعلق سچا ہے تو پہلے مسلمان سمجھنے کی وجہ سے خود کافر ہوا، اور اگر پہلا سچا ہے تو سچے مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر ہوا، اب آپ لوگوں کی مرضی ہے کہ کدھر سے فاضل بریلوی کو فتوی لگانا ہے؟

ایک اور طرز سے

فاضل بریلوی نے حضرت قطب الارشاد گنگوہیؒ پر فتوی اسلئے لگایا کہ وہ بقول اس کے خدا کو جھوٹا مانتا ہے (العیاذ باللہ) چنانچہ آلہ حضرت لکھتے ہیں:

"اپنے ایک فتوے میں (جو اس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا جو بمبئ وغیرہا میں بارہا مع رد کے چھپا) صاف لکھ گیا کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا، اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو"

پھر آگے لکھتے ہیں:

"اللہ عزوجل کے امکان کذب ماننے کا برا انجام دیکھ کیونکر وقع کذب ماننے کی طرف کھینچ کر لے گیا"

(حسام لحرمین مع تمہید ایمان صفحہ ۱۷)

اب آپ دیکھیں یہ خود فتوی گھڑ کر حضرتت کے نام لگا دیا کہ وہ خدا کو جھوٹا کہتے ہیں

اسلئے کافر، جو نہ مانے وہ خود کافر وغیرھا من الخرافات۔

جبکہ "اللہ جھوٹ سے پاک ہے" میں لکھتے ہیں:

"امام و ماموم، خادم و مخدوم، سارا طائفہ ملوم، کذب الٰہی کو واقع و موجود گا رہا ہے"

(اللہ جھوٹ سے پاک ہے صفحہ ۸۵)

یہ بات فاضل صاحب نے سنہ ۱۳۰۷ھ میں شائع کی۔

اب آگے چلئے!

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۳۴ پر "اللہ جھوٹ سے پاک ہے" کی فہرست میں لکھا ہے:

"دیوبندیوں کا یہ قول کہ خدا نہ جھوٹ بولا نہ بولے جھوٹ ہے، کیونکہ وہ اسمعیل دہلوی کی اتباع میں کذب کو ممکن بلکہ جائز وقوعی مانتے ہیں"

اس سب کے باوجود فاضل صاحب نے ہمارے اکابر کو مسلمان لکھا، کیونکہ اسی کتاب میں لکھا کہ میں ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک جگہ وقوع کذب کا الزام لگا کر کافر کہتا ہے اور دوسری جگہ وقوع کذب کا لازام لگا کر مسلمان کہتا ہے، اب اگر پہلا فتویٰ سچا ہے تکفیر والا تو دوسری تحریر کے مطابق مسلمان سمجھتا رہا لہٰذا خود کافر ہوا۔

اور اگر دوسرا فتوی سچا ہے تو پھر مسلمان پر بلکہ سچے اور پکے مسلمانوں کو کافر کہہ کر بھی خود کافر ہوا۔

اب رضاخانی حضرات کو دعوت فکر ہے کہ وہ جدھر کا فتویٰ رضاخان کیلئے قبول فرمائیں، یہ ہماری اپنی باتیں نہیں؛ بلکہ رضاخان کی تعلیمات کا ہی آئینہ اور فیض ہیں، جس کو قبول فرمانا ضروری ہے، ورنہ پھر بھی بریلوی اگر رہو گے تو تکفیر کی تلوار تمہاری گردن پر لٹکتی رہے گی۔

ایک اور طرز سے

ہم پیچھے مولوی عبدالحکیم محمد صدیق فانی کے حوالے سے عرض کر آئے ہیں کہ جو چیز مشہور ہوتی ہے اس کی کچھ نہ کچھ وجہ ضرور ہوتی ہے، انھوں نے یہاں تک فرما دیا کہ آواز خلق نقارۂ خدا ہوتی ہے، اب آیئے! فاضل صاحب کے بارے میں گھر کی گواہی ملاحظہ فرمائیں!

چنانچہ فروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

"ان علمائے اہلسنت بھی تکفیر کے بارے میں نہایت احتیاط سے کام لیا، جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تکفیر میں تعجیل کرتے تھے، مثلاً مولانا احمد رضا خان بریلوی"

(فتاوی مظہریہ صفحہ ۴۹۹)

ہمارا استدلال صرف اس حصہ سے ہے کہ فاضل صاحب کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ تکفیر میں جلدی کرتے ہیں، اور یہ بات گھر سے ہی ثابت شدہ ہے کہ شہرت کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے، باقی احتیاط سے کام لینا وہ تو فاضل صاحب کا کام نہیں تھا۔

ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیں!

پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب لکھتے ہیں:

"اظہار صداقت کا سب سے کٹھن مرحلہ وہ ہوتا ہے جب کسی مختلف فیہ مسئلے کے بارے میں کسی مخالف کے خلاف قلم اٹھایا جائے، حسنِ اظہار کے اصل جوہر یہیں کھلتے ہیں، اکثر دیکھا گیا کہ سنجیدہ سے سنجیدہ، اور فاضل سے فاضل سے انسان بھی ایسے موقع پر اپنے جذبات قابو میں نہیں رکھتا، اور اس کی تحریر میں صحت طرز بیان مفقود نہیں آتی ہے، مثلاً اس قسم کی چند تحریروں سے یہ اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(الف) مولانا احتشام الحق اور مولانا محمد شفیع صاحب کا فتوی دربارۂ شربت حسنین نظر سے گزرا، جس میں انھوں نے اپنے خبث باطنی، بدمذہبی اور سوئے اعتقاد حضرات حسنین سے بتائی، وہ اظہر من الشمس ہے، یہ لوگ حقیقت میں معتزلی خارجی ہیں۔

(ب) شرح عقائد وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت والجماعت وشروح احادیث، عقاید متون میں ایصال ثواب کے احکام صریحہ موجود ہیں، لیکن یہ دشمن رسول ﷺ اور دشمن صحابہ اہل بیت اور اولیائے کرام سے بغض وکینہ رکھنے والی جماعت ہمیشہ ان مستحسن طریقوں کو روکنے کی سعی کرتی رہتی ہے، مسلمانوں کو ان مذاہب کے بھیڑیوں اور ملت کے ڈاکوؤں سے پرہیز لازم ہے، اور اتباع اہل سنت والجماعت ضروری ہے۔

(ج) محمد شفیع واحتشام الحق تھانوی کا جواب تجاہل عارفانہ، جہل مرکب اور انتہائی بغض وعناد کے مترادف ہے، درحقیقت فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ کافرانہ ذہنیت وملحدانہ خیالات کے پیش نظر ہر جائز کار خیر کو حرام وبدعت ٹھہرانے کا عادی ہے، مسلمانوں کو ان کی مکاری اور سیاہ کاری سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے۔

غرض اِس قسم کا طرزِ بیان فتاویٰ کیلئے ہرگز مناسب نہیں، بالفرض مجیب اول کے استدلالات صحیح نہیں تو مجیب ثانی اپنے قوی استدلالات سے ان کو رد کرسکتا ہے؛ لیکن فقیہانہ بردباری اور تحمل کے ساتھ جس سے اظہار صداقت کی زیبائی ورعنائی کو صدمہ نہ پہونچے"
(افتتاحیہ فتاویٰ مظہریہ صفحہ ۷۷)

معلوم ہوا کہ خبث باطنی، بد مذہب، اہل بیت سے سوئے اعتقاد، دشمن نبی وصحابہ واہل بیت، اولیاء سے بغض وکینہ رکھنے والے، بھیڑیئے، فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ، کافرانہ ذہنیت، ملحدانہ خیالات وغیرہا نہ تو فتاویٰ کیلئے ہرگز مناسب ہیں، نہ فقیہانہ بردباری اور تحمل والے جملے ہیں، اور نہ ہی صحیح طرز بیان ہے، اور نہ ہی جذبات کو قابو میں رکھ کر یہ گفتگو ہے۔

اب میں پروفیسر مسعود صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ان میں کونسا لفظ نہیں جو فاضل بریلوی نے اپنے فتاوے جات میں ہمارے لئے نہ لکھا ہو؟ ان سے بڑھ کر فاضل صاحب نے الفاظ اکابرین اہل سنت کیلئے استعمال کئے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ تو معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کے فتاویٰ میں نہ احتیاط نہ تحمل نہ صحت طرز بیان نہ ہی جذبات پر قابو اور نہ ہی فتاویٰ کہلانے کا

استحقاق، تو جب کچھ بھی نہیں تو پھر ان کے فتاویٰ پر اعتماد کیسے کرلیا جائے؟

مفتی احمد علی سندیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"بالعموم آج کل علمائے کرام اپنے مخالفین کے خلاف کیچڑ اچھالتے اور نامناسب کلمات کہتے ہیں اور ایک دوسرے کی عبارت کو کھینچ تان کر غلط مفہوم نکالتے ہیں، اور عوام وخواص میں اپنے مخالفین کو ذلیل ورسوا کرنے اور خود کو اونچا اور دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف رہتے ہیں، اپنے مخالفین کی عبارت کی تاویل کر کے صحیح ودرست مفہوم کا تصور بھی باقی نہیں رہا"

(جلالی سوال جمالی جواب صفحہ ۷)

آگے لکھتے ہیں:

"مجھے خوب معلوم ہے کہ ہمارے یہاں کافر، گستاخِ رسول، گمراہ اور ضال ومضل ہونے کا فتویٰ ہاتھوں ہاتھ لئے بانٹتے پھرتے ہیں، ان بیچاروں کو اتنا بھی یاد نہیں ہوتا کہ جس پر فتوی لگایا ہے دوسرے دن اپنی دنیوی غرض کی بنا پر اسی کو عاشق ومحب رسول بتاتے ہیں"

(جلالی سوال جمالی جواب صفحہ ۵۳)

مفتی صاحب! یہ صورت حال آپ میں فاضل صاحب سے آرہی ہے۔